آہ! مشفق استاذؒ

مولانا محمد طیب لدھیانوی
مکتبہ جامعہ بنوری ٹاؤن

کراچی سے اڑنے والا طیارہ تیز وتند آندھی، کڑکتی آسمانی بجلی اور موسلا دھار طوفانی بارش میں اپنے مسافروں کو اس جہاں میں لے گیا جہاں سے کوئی بھی واپس پلٹ کر نہیں آتا، اس افسوس ناک حادثہ کا شکار ہونے والوں میں ملک کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے وفادار، قابل فخر استاذ اور ناظم تعلیمات حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ بھی شامل ہیں۔

کلیوں کو میں خونِ جگر دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

آہ!...... استاذ محترم کی دینی وعلمی خدمات، آپ کا اخلاص وللّٰہیت، آپکی دیانت، امانت، ذہانت وفطانت، تصنع وتکلف اور شہرت ونمود سے آپ کی طبعی نفرت وکراہت کا آنکھوں دیکھا حال، ایسی جامع کمالات وصفات ہستی کا یکا یک نظروں سے اوجھل ہوکر تعلیم وتدریس کی محفل کے علاوہ ہزاروں شاگردوں، فضلائے جامعہ، اساتذۂ کرام، رشتہ داروں کے دلوں کو ویران کر جانا جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔

آپؒ ایک بارعب اور باکمال شخصیت کے مالک تھے، ہمیں درجہ اعدادیہ میں پڑھایا، اس وقت حساب/ ریاضی پڑھاتے تھے، اکثر فرمایا کرتے تھے: گھنٹہ حساب کا ہے، مگر حساب کتاب، اچار چٹنی، کھٹا میٹھا سب ہوگا، واقعی آپؒ گھنٹہ میں دین کی بہت اہم باتیں، حدیثوں کا خلاصہ، دیگر اہم اہم واقعات بیان فرماتے تھے، ابتداء ہی سے خوب باصلاحیت اور باکمال بنانے کی سعی فرماتے رہتے تھے۔ نحو میر، ہدایۃ النحو، زاد الطالبین، حسامی، تفسیر القرآن، ریاض الصالحین، شرح جامی، جلالین، مشکوٰۃ اور صحیح مسلم وغیرہ کتب اپنے ایک مخصوص انداز سے پڑھاتے تھے۔

استاذ محترم شہیدؒ اپنی گرج دار، خوبصورت اور مترنم آواز کے ساتھ جب بنوری ٹاؤن کی بابرکت فضاؤں میں ''قال رسول اللہ ﷺ'' کی صدا بلند کرتے تو ایک لمحہ کے لئے ایسا معلوم ہوتا...... کہ شاید وہاں موجود ہر ہر چیز اپنے اپنے انداز سے آپؒ کے درس میں شرکت کی سعادت اور آپؒ کے دل کش اندازِ تدریس سے روحانی سکون پا رہی ہے، آپؒ نے جامعہ سے نہ صرف فیض حاصل کیا، بلکہ جامعہ سے وفاداری، خدمت اور اس کا حق ادا فرماتے رہے۔

مجھے یاد ہے حضرت مفتی احمد الرحمنؒ کے زمانہ میں ۹/۱۰ محرم الحرام کو اہلِ تشیع کے جلوس کے موقع پر جبکہ ہر طرف ناکہ بندی، فائرنگ، پولیس والوں کی طرف سے شدید شیلنگ جامعہ کے اطراف میں ہورہی تھی، بڑے بڑے افسران، ڈی آئی جی، ڈی ایس پی، رینجرز، پولیس کا چاروں طرف پہرا تھا، اس موقع پر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کے ہمراہ دیگر علماء کے ساتھ جلوس کو روکنے کے لئے اپنے سینہ میں گولی کھانے کے لئے یا جیل جانے کے لئے جو حضرات قدم بڑھاتے ہیں، ان میں ایک ہمارے استاذؒ بھی تھے۔ ان ناعاقبت اندیش افسران کے حکم پر مفتی صاحبؒ کے ساتھ استاذ شہیدؒ کے علاوہ دیگر علماء کرام کو کئی روز تک جیل کی سلاخوں میں بند رکھا۔

آپؒ گوناگوں صفات کے مالک تھے، بہترین اعلیٰ منتظم، قابل مدرس اور ایک اچھے عمدہ خطیب تھے، عرصۂ دراز سے صالح مسجد صدر کراچی کے امام خطیب رہے۔ وہ ہر فن کے ماہر تھے، سادہ زندگی کے حامل تھے، شفیق و مہربان تھے اور دوستانہ تعلق رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اچانک حادثہ کی خبر سن کر کئی ہمارے ساتھی، آپؒ کے قریبی شاگرد غم کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہوگئے، آپؒ تقریباً ۲۷ سال سے متواتر جامعہ میں تدریس فرمارہے تھے، گذشتہ دس سال سے ناظم تعلیمات تھے، آپؒ سے قبل استاذ محترم مولانا عبد القیوم چترالیؒ تھے، جن کے مستقل صاحب فراش ہوجانے کے بعد آپؒ کو ناظم تعلیمات بنادیا گیا۔

استاذؒ سے دوستی، تعلق نبھانے والے شاگرد اور فضلاء ایسے کہ ایک بار کسی سے تعلق پیدا ہوجاتا تو تمام تکلفات، فرق مراتب، شاگردی اور استاذی کے رشتے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تعلق نبھاتے، وہ دوستی میں تکلف کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

ہمارے گہرے ساتھی مولانا محمد عرفان حمید میمن شہیدؒ جو اس سفر میں بھی مولاناؒ کے فریق تھے، اس کی واضح مثال ہیں کہ وہ مولانا کے شاگرد تھے، لیکن جس نے بھی دونوں کو ساتھ دیکھا، یہی تبصرہ کیا کہ کیا بے تکلف دوستی ہے؟! الحمد للہ! حضرت بنوریؒ کے اخلاص کی بدولت جامعہ علوم اسلامیہ کی مٹی انتہائی زرخیز ہے، اس سے اخلاص، سچے دل سے وفا کرنے والوں سے اللہ پاک نے ضرور دین کا کام لیا، کام بھی ایسا کہ جس کی معاشرے کو سخت ضرورت ہو۔ آپؒ اس فکر میں رہتے کہ

اسکول، کالج، یونیورسٹی کے طلبہ، طالبات سالانہ چھٹیوں کو ضائع نہ کردیں، عصری اداروں میں زیر تعلیم لڑکوں/لڑکیوں کے لئے سالانہ چھٹیوں میں ابتدائی دینی تربیت کے چالیس روزہ تربیتی پروگرام کی بنیاد اسی صالح مسجد صدر میں رکھی، اور اس کے لئے متفرق کتابیں ترتیب دیں، یہ سلسلہ بہت جلد مقبول ہوا، کراچی کی طرح ملک بھر میں علماء اور جامعہ کے فضلاء اسی انداز سے تعلیم وتربیت کے پروگرام ترتیب دے رہے ہیں، بلاشبہ اس کارخیر کا سہرا استاذؒ کے سر ہے، یہ صدقۂ جاریہ ان شاء اللہ! درجات کی بلندی کا باعث بنے گا۔ آپؒ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی نصابی کمیٹی کے ممبر بھی تھے، آپؒ اصول ضوابط کے انتہائی پابند تھے، اصول کی خلاف ورزی پر اگرچہ آپؒ کا قریبی عزیز رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، نرمی کا معاملہ ہرگز نہ فرماتے تھے۔

حضرت شہیدؒ کے جہاں اندرونِ ملک ہزاروں شاگرد ہیں، وہیں بیرون ممالک میں بھی آپ کے ہزاروں شاگرد ہیں، جن کی دعوت پر کئی ممالک کا دورہ فرماکر وہاں کے دینی پروگرام میں شرکت اور کئی مدارس ومساجد کا افتتاح فرمایا تھا، آپؒ نے بے انتہاء امانت داری اور دیانت داری کا ثبوت دیا، بارہا جامعہ کے کتب خانہ سے کوئی کتاب یا شرح مطالعہ کے لئے لیتے، فراغت کے فوراً بعد از خود آکر اپنے نام سے کٹواتے، اکثر پوچھتے رہتے کہ میرے نام کوئی کتاب یا شرح تو نہیں؟ حادثہ سے ایک روز قبل معمول کے خلاف مغرب کی نماز کے بعد کتب خانہ تشریف لائے، علیک سلیک کے بعد فرمانے لگے: میرے نام کتاب/شرح ہو تو کل بتادینا، کیا معلوم تھا کہ زندگی کی آخری باتیں اور ملاقات ہے؟ آپؒ کی ہمشیرہ صاحبہ اپنے رشتہ داروں کے ہمراہ اپنے شوہر کے کسی عزیز کی وفات پر کراچی آئیں، ان کا یہ پہلا کراچی کا سفر تھا، واپسی بذریعہ بس سفر کا ارادہ کرچکی تھیں، مگر بھائی جان شہیدؒ نے روک لیا کہ میرے ساتھ جہاز سے سفر کرنا، مگر کسے معلوم تھا کہ بھائی جان صرف چند گھنٹوں کی رفاقت پر راضی نہیں ہوں گے، یہ جہاز کا ٹکٹ کسی لمبے سفر کا ہے، نیز بہن نے بھی بھائی کا ساتھ نبھاکر ثابت کردیا کہ خون کے رشتوں میں کتنی وفا ہے؟

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس فضائی حادثہ میں شہید ہونے والے تمام مسلمانوں خصوصاً استاذ شہیدؒ اور دیگر علمائے کرام کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ سب کے لواحقین، عزیز واقارب، رشتہ داروں کو صبر جمیل عطا فرمائے، مولانا عطاء الرحمنؒ کی اہلیہ، صاحبزادوں، خصوصاً آپؒ کے والدین کو حوصلہ نصیب فرمائے، آمین۔

☆☆....☆☆